خطبہءِ حجۃ الوداع، حقوقِ انسانی کے عظیم منشور کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Farewell Sermon – The Great Declaration of Human Rights

مقالہ نگار: حفصہ بختاور
ایم فل ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی
Hbakhtawar8802@gmail.com

معاون مقالہ نگار: ڈاکٹر مہربان باروی
ٹیچنگ ایسوسی ایٹ، شعبہ اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی
Mehrbanbarvi2@yahoo.com

Abstract

In this article it is described that the Last sermon of Holy Prophet (S.A.W) is the first, comprehensive and universal declaration of Human rights. This Last Sermon was given by the Last Prophet Muhammad (S.A.W) in Makah on the mount of Arafāt on the occasion of Hajj which was His first and last Hajj. He proclaimed that all the humans are equal in the sight of Almighty Allah. No Arab has superiority to the non-Arab, there is no superiority based on color, cast or language. Everyone has the right to live with respect and peace. The safety of life and property and to be treated with respect, are the basic rights of every human being. It has been declared that the murder of a human being without any right is similar to the murder of the whole humanity. In this universal declaration the Holy Prophet (S.A.W) also taught about the manners of marital relationships. He described that the women have the right to be honored; they deserve to be treated with a good attitude. In this great declaration of human rights He (S.A.W) proclaimed that the servants have the right of equality in food and clothing.

Keywords**:** Farewell sermon, universal declaration, human rights, humanity, last sermon.

خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا ایک عظیم اور جامع ترین منشور ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی ورسول خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے دنیا کو ایک ایسا نظام حیات اور کامل نمونہ زندگی عطا فرمایا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔ اسی نظامِ حیات میں انسانوں کی فلاح وبہبود اور امن وسلامتی کے لئے اکمل واعلیٰ اصول بیان فرمائے ہیں۔ یہ اصول وہ ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے انسان کی "ذاتی وانفرادی زندگی" اور "معاشرتی واجتماعی زندگی" دونوں سنور جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں جنہیں "فرائض" کہتے ہیں۔ ان فرائض کو ادا کرنے سے انسان معاشرے کے دوسرے لوگوں کے "حقوق" پورا کر پاتا ہے۔ ان انسانی حقوق کی بہترین توضیح اور ان سے متعلق احکام کا کامل ترین بیان رسول اکرم ﷺ

نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مبارک خطبہ میں فرمایا۔ یہ وہ موقع تھا جب اللہ نے اپنا دین مکمل فرمادیا، نعمت تمام کردی، اور اسلام کو دینِ مرضیہ قرار دے دیا۔

انسان کو اپنا اعزاز برقرار رکھنے کے لئے جن اصولوں پر چلنے کی ضرورت ہے ان میں نہایت اہم حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ کیونکہ اسی کے سبب انسان دوسری مخلوقات سے امتیاز حاصل کرتا ہے۔ حقوق العباد کی کامل رہنمائی انسانیت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے ذریعے عطا فرمائی آپ علیہ السلام نے بیشمار مواقع پر انسانوں کے حقوق کا تذکرہ فرمایا۔ مگر "خطبہ حجۃ الوداع "انسانی حقوق کا واضح ترین، نہایت اہم اور عالمی منشور ہے۔اس موضوع پر کئی محققین اور مصنفین نے اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ علامہ ابن حزم اندلسی نے پانچویں صدی ہجری میں خطبہ حجۃ الوداع اور اس کے حالات وواقعات اور اس سے متعلقہ روایات سے متعلق کتاب لکھی جس کا نام "حجة الوداع" ہے۔ عرب دنیا میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ زحیلی نے اس موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا جس کا نام ہے "حقوق الانسان فی الاسلام: دراسة مقارنة مع الاعلان العالمی والاعلان الاسلامی لحقوق الانسان" اس کتاب میں اسلام میں حقوق انسانی کی اہمیت پر گفتگو کی گئی ہے اور انسانی حقوق کے عالمی منشور اور اسلامی منشور کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پاکستان میں اس موضوع پر سابق رئیس کلیہ فنون اور صدر شعبہ اسلامی تاریخ پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "خطبہ حجۃ الوداع، حقوق انسانی کا عالمی منشور"۔اس کتاب میں انہوں نے خطبہ حجۃ الوداع کا متن اور ترجمہ سے متعلق تشریحات بڑے مفصل انداز میں پیش کی ہیں۔

انفرادی حقوق

دینِ اسلام نے ہر انسان کے حقوق متعین فرمائے ہیں اور یہ تاکید فرمائی کہ ہر شخص دوسرے کے حقوق پورا کرتا رہے، اور حقوق العباد میں کوتاہی ہر گز نہ کرے۔ اسلام ہر شخص کو ذاتی اور انفرادی طور پر بھی بہت اہمیت دیتا ہے اور اس بات سے روکتا ہے کہ ایک انسان دوسرے کو خود سے کم جانے اور اس طرح اس کی حق تلفی کرے۔ دینِ اسلام نے جس طرح انسانی زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی کی اسی طرح ہر انسان کے ذاتی حقوق بھی متعین فرمائے اور حقوق کے معاملے میں معاشرے کے ہر شخص کو انفرادی حیثیت عطا کی۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انسان کے انفرادی حقوق بیان فرمائے وہ درج ذیل میں تفصیلاً پیش کئے جارہے ہیں۔

- جان، مال اور عزت کی حفاظت کا حق
- زوجین کے باہمی حقوق
- عورتوں کے حقوق
- نسب کا حق
- غلاموں کے حقوق

جان، مال اور عزت کی حفاظت کا حق

رب العالمین نے ہر انسان کو ایک انفرادی حیثیت عطا فرمائی ہے جس کے سبب اس کا حق ہے کہ اس کے جان کی، اس کے مال کی اور اس کی عزت کی حفاظت کی جائے اور اسے کسی بھی قسم کا نقصان پہچانے سے باز رہا جائے۔ رسول امین علیہ الصلوۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے عظیم موقع پر انسانیت کو حرمتِ جان ومال کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال باہم ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک ایسے حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو"۔ (1)

جان ومال کی حرمت کے اس اعلان نے پر امن اور سلامتی کے ایک ایسے نظام کا تصور قائم کر دیا جس سے صرف مسلم ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی مستفیض ہوئے۔ اس بات کا اندازہ آنحضرت ﷺ کے مبارک الفاظ سے کیجیے کہ آپ نے خطاب یوں نہیں فرمایا کہ "ایھا المسلمون" بلکہ آپ نے فرمایا "ایھا الناس" اس طرح آپ نے ساری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا اعلان فرمادیا۔

اسلام میں کسی ایک جان کو ناحق قتل کرنے کو ایسا عظیم گناہ قرار دیا گیا ہے گویا کہ اس شخص نے تمام انسانیت کا قتل کیا ہو۔

اہل سنت کے امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سورہ مائدہ کی آیت 32 کے تحت لکھتے ہیں:

"جس نے ایسی جان کے قتل کو حلال سمجھا جس کو ناحق قتل کر دینا اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سب انسانوں کے قتل کو حلال سمجھا"۔ (2)

دین اسلام نے جنگ کے میدان کے لئے بھی بہت تفصیل سے احکام بیان کئے تاکہ جنگ کہ میدان میں بھی حقوق انسانی کی پامالی نہ ہو۔ بالمقابل فریق سے جنگ کے دوران حد سے تجاوز کرنے اور ظلم وزیادتی کرنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح جنگ کے میدان میں لاشوں کی بے حرمتی کرنا اور بچوں اور عورتوں کے قتل سے بھی روکا گیا۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

آنحضرت ﷺ نے ایک غزوہ میں کسی عورت کو دیکھا جو قتل کر دی گئی تھی۔ اس پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا (سختی سے) منع فرمادیا۔ (3)

اسلام میں تو کسی مسلمان کو معمولی ایذا سے بھی منع کیا گیا ہے۔ جیسے کہ معجم الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آنحضرت ﷺ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نماز ادا فرما کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے فُلاں! جہاں جگہ ملی تھی وہاں بیٹھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے حرص ہوئی کہ میں اس جگہ بیٹھوں جہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ان کو تکلیف دیتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے فرمایا: "جس شخص نے مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔" (4)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ بیان کیا کہ کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دینا انتہائی بڑا گناہ ہے اور اس پر قرآن پاک میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ ارشاد ہے:

"بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے اُن کے لئے ذِلّت والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔[5]

عزت کے تحفظ کا حق

ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اس کی عزت اور اس کی آبرو کی حفاظت کی جائے۔ اس کی تذلیل نہ کی جائے بلکہ اس انسانیت کے تحت ہر ایک کا احترام کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۃ الحجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

"یہ حجِ اکبر کا دن ہے! تو تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لئے اسی طرح حرمت والی ہیں جیسا کہ اس شہر، اس ماہ اور اس دن کی حرمت ہے"۔[6]

ہر انسان کی عزت نفس کا احترام کرنا بھی انسانی حقوق کا اہم حصہ ہے۔ کسی کو زبانی تکلیف دینا بھی نہایت قبیح فعل ہے۔ کسی پر زبان سے تہمت اور بہتان باندھنے والوں کی سزا یہ بیان کی گئی: ''تو انہیں اسی (80) کوڑے مارو''[7]

سورۃ الحجرات میں اس میں اس بات کا سبق ملتا ہے کہ کسی کا عیب بیان کرنا، غیبت کرنا حتی کہ پیٹھ پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کرنا جسے وہ سن لے تو اسے برا لگے اسے بھی گناہ قرار دیا گیا اور فرمایا گویا یہ ایسا ہے کہ جیسے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

اسی طرح اسی سورۃ الحجرات میں ہی کسی کا مذاق اڑانا یا کسی کا برا نام رکھنا یا برے القاب سے پکارنا یہ سب بھی حقوقِ انسانی کے خلاف اور ناپسندیدہ افعال قرار دیئے گئے ہیں۔

مال کے تحفظ کا حق

ہر انسان کی جان اور عزت کی حرمت کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ نے ہر شخص کے مال کے تحفظ کو بھی اس کا حق قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنے خطبۃ الحجۃ الوداع میں فرمایا:

"اے لوگو! بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال باہم ایک دوسرے پر اپنے رب سے ملنے تک ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو"۔[8]

زوجین کے باہمی حقوق

آپ نے زوجین کے حقوق کی تفصیل ذکر فرمائی، ارشاد فرمایا:

"اے لوگو تمہارا ایک حق تمہاری عورتوں کے اوپر ہے اور تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کا ایک حق ہے۔ عورتوں کے اوپر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے ناپسندیدہ شخص کے لئے تمہارا فرش نہ لگائیں اور وہ کھلی فحاشی اختیار نہ کریں اور اگر عورتیں اس طرح خلاف ورزی کریں، تو تم انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں وہ ضرب لگاؤ جو ضربِ شدید نہ ہو (جس سے چوٹ نہ لگے) پھر اگر وہ

باز رہیں تو اپنے کھانے اور کپڑے کے سلسلے میں بھلائی کی مستحق ہیں"۔[9]

اس تفصیلی ذکر سے چند اہم نکات جو معلوم ہوئے۔

عورت پر مرد کا حق

عورت پر مرد کا حق یہ ہے کہ وہ اس کے گھر کے اندر ایسے افراد کو نہ آنے دے جسے اس کا شوہر ناپسند کرتا ہو، کوئی ایسا فعل انجام نہ دے جو کھلا فحش ہو۔ اگر عورت یہ حق ادا نہیں کرتی، رو گردانی کرتی ہے اور غلط کام سرانجام دے تو اس کی جزا یہ بیان کی گئی کہ اسے تنہا چھوڑ دو اور اسے مارو۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ساتھ ہی "غیر مبرح" کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے یعنی ایسے نہ مارو کہ ضربِ شدید ہو، چوٹ آئے، بلکہ صرف زجر و توبیخ کے لئے سزا کے طور پر ضرب لگاؤ۔

مرد پر عورت کا حق

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "فلهن رزقهن وكسوتهن بالمعروف"[10] "وہ اپنے کھانے اور کپڑے کے سلسلے میں حسنِ سلوک کی مستحق ہیں"۔

یعنی عورتوں کا یہ حق ہے کہ اُنہیں اچھا کھانا کھلایا جائے، اور انہیں اچھا لباس دیا جائے۔ اور اس معاملے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اختیار کیا جائے۔

عورتوں کے حقوق

آنحضرت ﷺ نے خطبۃ الحجۃ الوداع میں عورتوں کے حقوق کو صراحتاً بیان فرمایا اور عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی۔ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی، اسے معاشرے کا ایک حقیر فرد گردانا جاتا تھا۔ عورت کے حقوق کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ عورت اگر بیٹی ہو تو اس کی پیدائش پر خوشی کے بجائے افسوس کیا جاتا اور اس کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ عورت بیوی ہو تو اس کے ساتھ انتہائی ظالمانہ رویہ رکھا جاتا، تشدد کیا جاتا اور اس کو کوئی حق نہ دیا جاتا تھا۔

برابری کا حق

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے خطبۃ الحجۃ الوداع میں فرمایا:

"اے لوگو تمہارا ایک حق تمہاری عورتوں کے اوپر ہے اور تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کا ایک حق ہے"۔[11]

آنحضرت ﷺ نے اس تفصیل سے یہ واضح فرمادیا کہ مرد و عورت میں ذاتی طور پر کوئی بڑائی اور کم تری نہیں ہے، بلکہ حقوق کے معاملے میں دونوں برابر ہیں فرمایا کہ جس طرح تمہاری عورتوں پر تمہارا ایک حق ہے اسی طرح تم پر بھی اپنی عورتوں کا ایک حق ہے۔ البتہ اگر مردوں کو اپنی بیویوں پر افضیلت حاصل ہے تو اس کی دیگر صورتیں ہیں جیسا کہ رزق روزی کمانا اور ان کے لئے نگران و سربراہ کی حیثیت رکھنا لیکن ذاتی طور پر عورت کو برابر کا حق حاصل ہے۔

حسنِ سلوک کا حق

آنحضرت ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: "واستوصوا بالنساء خیرا"[12] "اور عورتوں کو بھلائی کی نصیحت کرتے رہو"۔

یہ الفاظ جامع انداز میں عورتوں کے حقوق کا احاطہ کر رہے ہیں۔یعنی عورتوں کے ساتھ بھلائی، خیر، حسنِ سلوک کرنا گویا زندگی کے ہر معاملے میں لازمی کر دیا اور یہ عورت کا حق قرار دیا کہ اس کے ساتھ بھلائی سے پیش آیا جائے، سختی اور برے سلوک کا مظاہرہ ہر گز نہ کیا جائے۔

تحفظِ نسب کا حق

رسول اللہ ﷺ نے جہاں معاشرے کے دیگر طبقات کے انفرادی حقوق بیان فرمائے وہیں آپ علیہ السلام نے اولاد کا ایک نہایت اہم حق بھی بیان فرمایا۔اور وہ حق "نسب کے تحفظ" کا حق ہے۔یعنی اولاد کو اس کے حقیقی باپ کے نام سے ہی پکارا جائے گا اسے غیر کا نام نہیں دیا جائے گا جیسا کہ گود لی ہوئی اولاد کو اس کے حقیقی باپ کے بجائے اس شخص کے نام سے پکارا جاتا ہے جس نے اس کو گود لیا ہو۔جب کہ ایسا کرنا اس کی حق تلفی ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف عمل ہے،اسلام نے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور بچے کا یہ حق مقرر کیا ہے کہ اسے اس کے حقیقی باپ کا نام دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں انسانی حقوق کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حق کا بھی واضح طور پر ذکر فرمایا کہ:

"وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ"[13] "اور بچے کی نسبت باپ کی طرف کی جائے گی"۔

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس حق کی ادائیگی کی سختی سے تاکید فرمائی اور اس کی اہمیت کو ان الفاظ سے واضح فرمایا کہ:

"اور جس شخص نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی یا جس نے اپنے مالک کے بجائے کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہے"۔[14]

ان الفاظ کے ذریعے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس حکم کی اہمیت کا اعلان فرمادیا۔

اسی حکم سے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ ہی کا بیٹا کہہ کر بلایا کرو یہ اللہ کے یہاں زیادہ انصاف کی بات ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ کے نام معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔[15]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تاکید فرمائی کہ منہ بولے بیٹوں (اولاد) کو ان کے حقیقی باپ کے نام سے بلاؤ یہی انصاف کی بات ہے۔ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کے متعلق دعویٰ کیا حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے"۔[16]

نسب کے تحفظ کے حق کا تعلق صرف اولاد سے نہیں ہے، بلکہ یہ اس کے ماں باپ کا بھی حق ہے، کیونکہ اس سے نہ صرف نسب محفوظ ہوتا ہے بلکہ اس کے ذریعے وہ دیگر حقوق بھی محفوظ ہوتے ہیں جو ماں باپ کو اپنی اولاد کے معاملے میں حاصل ہیں جیسا کہ

سرپرستی، ولایت، وراثت اور پرورش کا حق۔

غلاموں کے حقوق

"غلام" معاشرے کا وہ طبقہ ہے، جسے ہر دور میں حقیر، کمتر اور ادنی سمجھا جاتا ہے۔ جنہیں کوئی اہمیت اور کوئی حیثیت نہیں دی جاتی، بلکہ غلاموں کے ساتھ برے سے برا سلوک بھی معمول سمجھا جاتا ہے۔ لیکن دینِ اسلام ایک ایسا کامل ترین دین ہے جس نے انسانوں کے حقوق میں خاص طور پر غلاموں کے حقوق بھی بیان کئے۔ غلاموں کو بھی معاشرے کا ایک فرد قرار دیتے ہوئے ان کے حقوق متعین کئے اور اس طرح انہیں بھی ایک حیثیت دی۔ ان کے ساتھ برا سلوک کرنے سے روک دیا گیا اور حسنِ سلوک کی سخت تاکید کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں غلام کا حق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "ارقاءکم ارقاءکم!"[17] تمہارے غلام! تمہارے غلام!۔ یعنی تم ان کا خیال رکھو اور ان کیساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔

کھانے میں مساوات کا حق

رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کو ان کے مالکوں کے ساتھ کھانے میں برابری کا حق دیا اور فرمایا: "اطعموھم مما تاکلون"[18] "جو تم کھاؤ اسی میں سے انہیں کھلاؤ"۔ اس فرمان سے آپ علیہ السلام نے یہ واضح کر دیا کہ غلام یا خادم ہو جانے کے سبب سے وہ تم سے کمتر حیثیت نہیں رکھتا وہ انسانیت کے مرتبے سے خارج نہیں ہوتا بلکہ مساوات اور برابری غلاموں کا بھی حق ہے اور تمہارے غلام تمہارے کھانے میں تمہارے شریک ہیں۔

کپڑے میں مساوات کا حق

کھانے میں شراکت داری کا حق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ پہننے کے کپڑوں کے معاملے میں بھی مساوات کا حق دیا اور انہیں ویسا ہی لباس پہننے کا مستحق قرار دیا جیسا کہ ان کے مالک پہنا کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "واکسوھم مما تلبسون"[19] "اور جو تم پہنو اسی میں سے انہیں پہناؤ"۔

سزا نہ دیئے جانے کا حق

پھر آنحضرت ﷺ نے غلاموں کا ایک اور حق بیان کیا کہ انہیں غلطی پر سزا نہ دو۔ ارشاد فرمایا:

"اگر تمہارے غلام کوئی ایسا گناہ کریں جسے تم معاف کرنا نہیں چاہتے ہو تو انہیں بیچ ڈالو اللہ کے بندو! اور انہیں سزا نہ دو"۔ یعنی اگر تمہارے غلاموں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اول تو یہ کہ انہیں معاف کر دو لیکن اگر وہ غلطی ایسی ہو کہ تم اس پر انہیں معاف نہ کر سکو اور معافی دینا نہ چاہو تو بھی تم انہیں سزا نہ دو مارو نہیں بلکہ انہیں بیچ ڈالو۔

یہ انسانی حقوق کا ایسا کامل اور عظیم الشان اعلان ہے کہ اس کی نظیر تا قیامت نہ کہیں ملی نہ مل سکے گی کہ جس میں ایک غلام کے حقوق بھی مقرر کئے گئے ہوں اور اسے بھی حسنِ سلوک کا مستحق ٹھہرایا گیا ہو۔

اجتماعی حقوق

اللہ رب العزت نے جس طرح کائنات انسانی میں ہر فرد کے انفرادی طور پر حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کی ادائیگی سے ہر انسان اپنی انفرادی زندگی کو امن و سلامتی کے ساتھ بسر کر سکتا ہے، اسی طرح معاشرے میں رہنے والے مختلف افراد اور اور ان کے درمیان ایک منظم اندازِ حیات قائم رکھنے کے لئے اجتماعی حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں۔ان حقوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہی ایک معاشرہ اپنی اجتماعیت برقرار رکھ سکتا ہے۔ان حقوق کی ادائیگی کے ذریعے انسانوں کی اجتماعی زندگی بھی خوشحالی اور امن و سلامتی کا مظہر بن جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں انسان کے اجتماعی حقوق بھی جامع انداز میں بیان فرمادیئے۔جن میں آپ نے معاشرے کے ہر مسئلے سے متعلق لوگوں کے حق بیان کئے اور جن معاملات میں لوگوں کی حق تلفی کی جاتی ہے اور حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے ان کو خاص ذکر فرما کر اصلاح فرمادی اور انسانوں کے اجتماعی حقوق بھی متعین فرمادیئے۔

انہی اجتماعی حقوق کی جب تفصیل بیان کی جاتی ہے تو مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں جیسا کہ :

- معاشرتی مساوات کا حق
- قانونی مساوات کا حق
- وراثت کا حق

معاشرتی مساوات کا حق

اجتماعی حقوق میں سب سے اہم اور سب سے بڑھ کر جو حق بیان کیا گیا ہے وہ مساوات کا حق ہے۔کیونکہ ظاہر ہے کہ جس معاشرے میں انسانوں کو برابری کی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا اور کسی کو بہت برتر اور کسی کو بہت کمتر سمجھا جائے گا وہاں سب انسان پر سکون نہیں رہ سکیں گے اور نہ ہی اس طرح حقوق کی ادائیگی میں توازن قائم ہو سکے گا۔جیسے حکمران طبقے کا خود کو عوام سے بالکل الگ سمجھنا اور انہیں اپنا غلام یا اپنے سے حقیر جاننا اسی طرح نسلی امتیازات بھی ہیں کہ مختلف قسم کی ذات سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے کو کمتر جانتے ہیں اور اس بناء پر ایک دوسرے کی تذلیل کرتے نظر آتے ہیں۔یہ سب زمانہ قدیم میں بھی ہوا کرتا تھا، جہاں اہلِ عرب اپنے سامنے اہلِ عجم کو لاشئ سمجھتے تھے اور انہیں اپنے عربی النسل ہونے پر بڑا غرور ہوا کرتا تھا۔ایسے میں آنحضرت ﷺ نے انسانوں کو یہ تعلیم دی اور اس بات کا شعور دیا کہ یہ تمام ذاتی اور نسلی تفاخر سب کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ سب انسان برابر ہیں اور ایک انسان سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد ہیں جنہیں مٹی سے تخلیق کیا گیا تھا۔اگر کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل ہے تو اس کی بنیاد صرف اور صرف ''تقویٰ'' ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ[20] "اے قریش (کے لوگو)! خدا نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور نسلی تفاخر کو ختم کر دیا ہے"۔

اور فرمایا: لوگو! تمہارا رب بھی ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، اور تم سب کے سب آدم سے ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا

گیا ہے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کی اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی جس میں اللہ پاک نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے تم میں سب سے بڑھ کر جو متقی ہے وہی سب سے بڑھ کر اکرام والا ہے۔

آپ علیہ السلام نے مزید ارشاد فرمایا: نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر فضیلت حاصل ہے، نہ کوئی کالا، گورے پر اور نہ کوئی گورا، کالے پر کوئی فوقیت رکھتا ہے مگر یہ کہ تقویٰ (ہو)۔

صرف تقویٰ ہی برتری اور افضیلت کا معیار ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نسب کوئی نسل کسی قسم کے فخر و غرور برتری اور بڑائی کا سبب نہیں ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے انسانوں کے لئے معاشرتی مساوات کے حق کا اعلان فرمادیا۔

قانونی مساوات کا حق

قانونی مساوات سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کے لئے ایک قانون ہو اور جرم کا ارتکاب کرنے والے ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے، خواہ وہ کوئی غریب ہو یا امیر، حکمران ہو یا عوام، غلام ہو یا آقا، سب کے سب قانون کی نگاہ میں برابر ہوں۔ جس طرح معاشرے کا ایک غریب شخص کوئی گناہ یا جرم کر بیٹھے اور اسے سزا ہوتی ہے اسی طرح کوئی بڑے سے بڑا امیر ہی کیوں نہ ہو اگر وہ بھی کوئی جرم کرے تو اس کی سزا کے معاملے میں قانون کی نظر میں وہ اس غریب شخص کی ہی مانند ہو اور اسے اس کی امیری کے رعب کے سبب سزا سے ماوراء قرار نہ دیا جائے۔

قانونی مساوات کی عدم موجودگی کی مثال عہدِ جاہلیت سے اگر لی جائے تو انسانیت کے اس حق کا درست فہم نصیب ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو قتل کرتا تو مقتول کے قبیلے والے قصاص میں قاتل کے قبیلے سے اسی مقتول جیسے رتبے والے فرد کے قتل کا مطالبہ کرتے یعنی اگر کوئی غلام کسی شریف آدمی کا قتل کر دیتا تو قصاص میں اس غلام کے بجائے اس کے قبیلے کے کسی شریف آدمی کے خون کا مطالبہ کیا جاتا، جو کہ انصاف اور عدل کے بالکل برعکس ہے، اس زیادتی اور ناانصافی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اس کا سد باب کرتے ہوئے حجۃ الوداع کے دن آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اور قتلِ عمد پر قصاص ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے قانونی طور پر عدل کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم و گناہ کا سزاوار نہیں ہے، کسی کے جرم کا ذمہ دار دوسرے کو نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ، لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ

"کوئی شخص جرم نہیں کرتا مگر اس کا بوجھ اس کی اپنی ذات پر ہی ہے، سن لو! کسی باپ کے جرم کا بوجھ بیٹے پر نہیں، اور نہ ہی بیٹے کے جرم کا بوجھ باپ پر ہوگا"۔

اسی متعلق قرآن حکیم میں فرمان ہے: "اور کوئی بار اٹھانے والا دوسرے کا بار نہیں اٹھائے گا"۔ (21)

یعنی کسی کی بداعمالیوں، گناہوں اور جرموں کی سزا کسی دوسرے شخص کو نہیں دی جائے گی، اور یہی انصاف کا تقاضہ ہے۔

وراثت کا حق

انسانی حقوق میں ایک نہایت اہم باب حقِ وراثت کا ہے۔ یہ وہ حق ہے کہ جس کی مکمل ادائیگی نہ ہونے کے سبب معاشرے میں طرح طرح کے فتنہ وفساد برپا ہوتے ہیں۔ جائیداد کی خاطر پورے قبیلے بھی آپس میں لڑ جاتے ہیں حتی کہ نوبت قتل وغارت گری کو پہنچ جاتی ہے۔ اس فتنہ فساد اور شر انگیزی کی بنیاد یہی ہے کہ ہر ایک کو اس کا صحیح اور پورا حق نہیں دیا جاتا، اسی طرح مال کے بہت سے حقدار ایسے ہوتے ہیں جنہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملتا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں کا وراثت میں کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا مگر اسلام نے ان تمام فسادات اور حق تلفیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے ہر حقدار کا حصہ مقرر کیا اور اس کا حصہ اس تک پہنچانا لازم قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وراثت کے اس حق کو پورا کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس کی ادائیگی نہ کرنے پر وعید سنائی۔ آپ نے فرمایا:

"جس نے اپنے وارث کی وراثت سے فرار کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا"۔[22]

مالِ وراثت میں اپنی مرضی سے کسی کو زیادہ دے دینا اور کسی کو کم دینا یا کسی کو اس کے حصہ سے بڑھا کر دینا اس سب سے بھی منع کر دیا گیا۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

"اے لوگو! اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا ہے، تو اب کسی وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں"۔ [23]

یعنی اللہ نے جو حصے جس کے جس انداز میں مقرر فرما دیئے ان میں اپنی جانب سے کوئی کمی بیشی نہ کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے لئے بھلائی کس میں ہے۔

خلاصہ بحث

رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انسانی حقوق کی بہترین تشریح فرماتے ہوئے پوری دنیا کو انسانیت کی تعظیم وتکریم کا درس دیا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے اس خطبہ حجۃ الوداع کو انسانی حقوق کا پہلا اور ایک جامع عالمی منشور قرار دیا گیا ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عالمی منشور میں اس بات کا واضح اعلان فرمایا کہ ہر انسان کو جان، مال اور عزت اور آبرو کی حفاظت کا حق حاصل ہے۔ رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر کسی شخص کو دوسرے پر کوئی برتری نہیں بلکہ تمام انسان برابر ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی بڑائی حاصل نہیں۔ برتری اور فضیلت کی بنیاد محض تقوی ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے ازدواجی زندگی سے متعلق حقوق کو بھی واضح انداز میں بیان فرمایا۔ اور اس بات کی تاکید فرمائی کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کیساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بات کا اعلان کیا کہ کوئی مجرم کو ہی اس کے جرم کی سزا دی جائے گی۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جرم کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ انسانی حقوق کے اس عالمی منشور میں آپ نے یہ اعلان کیا کہ غلاموں کو بھی انفرادی حقوق حاصل ہیں۔ غلاموں کا یہ حق ہے کہ جیسا ان کے مالک کھانا کھائیں ویسا ہی انہیں بھی کھلائیں۔ جو خود پہنیں ویسا ہی انہیں پہنائیں۔

حوالہ جات

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، دار طوق النجاۃ۔ بیروت۔ط1، 4402۔ج4ص177۔

Bukhārī, Muhammad Bin Isma'īl, Imam, Sahīh Bukharī, Book: Al Maghāzī, Chapter: Hajjah Al Wida' Hadīth:4402. Volume:04, Page:177. Dār Tawq Al-Najaḥ. Beirut.

(2) ماتریدی، ابو منصور محمد، تاویلات اھل السنۃ۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ط1۔2005ء، ج3۔ص501۔

Māturīdī, Abū Mansūr Muhammad, Imām, Tāwīlat-i-Ahl Sunnah. Volume:03. Page:501. Dār Al Kutub Al 'Ilmīyyah. Beirut, Lebanon. Edition:1, Published 2005.

(3) احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل۔ باب مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ 4739۔ مؤسسۃ الرسالہ، ترکی۔ط1، ج8ص360۔

Ahmad Bin Hanbal, Imām, Musnad Ahmad Bin Hanbal, Chapter: Musnad 'Abdullah Bin 'Umar (radī Allah 'anhu) Hadith: 4739, Volume:8, Page:360. Muassasah Al Risālah, Turkey. Edition:01.

(4) طبرانی۔ ابو قاسم سلیمان بن ایوب، معجم الاوسط۔ کتاب السین، باب من اسمہ سعید، دار الحرمین، قاہرہ۔ط1995ء، 3607۔ج4ص60۔

Tibrānī, Sulymān Bin Ayyūb, Imām, Mu'jam Al Awsatt, Kitab-al-Sīn, Chapter: Man Ismuhū Sa'īd, Hadith:3607. Volume:04, Page:60. Dār-al-Haramain. Cairo, Egypt. Published: 1995.

(5) الاحزاب۔57:33۔

Al Aḥzāb, 33:57

(6) بخاری۔ صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول اللہ تعالیٰ یاایھاالذین امنوالایسخر قوم من قوم:6043

Bukhārī, Sahīh Bukhārī, Kitāb-al-Fitan, Hadith:6043

(7) النور:۔4:24

Al Nūr. 24:04

(8) بخاری۔ صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع:4402۔ج4۔ص177

Bukhārī, Sahīh Bukharī, Chapter: Hajjah Al Wida'. Hadith: 4402, Vol: 04, P:177.

(9) ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری، ت218ھ۔ سیرۃ النبویہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ط1990ء، ج4، ص249۔

Ibn-i-Hishām, Muhammad 'Abdul Malik bin Hishām bin Ayyūb al-Humyrī, Imām. (218AH). Sīrah-al-Nabawiyyah, Vol: 04, P:249. Dār-al-Kutub al-Arabi, Beirut, Lebanon. Published:1990

(10) ایضاً۔

Ibid.

(11) ابن ہشام۔ سیرۃ النبویہ، ج4ص249۔

Ibn-i-Hishām. Sīrah-al-Nabawiyyah, Vol. 4, P. 249.

(12) ایضا۔

Ibid.

(13) ایضاً، ج4ص250۔

Ibid. Vol. 4, P:250.

(14) ایضاً۔

Ibid.

(15) الاحزاب۔5:33

Al-Aḥzāb 33:5

(16) بخاری۔ صحیح بخاری۔ کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، رقم الحدیث:6766۔ج8ص156

Bukhārī, Sahīh Bukharī, Kitab: Al-Farāîd, Chapter: Man Idda'ā Ilā Ghaîri Abīhi. Hadith: 6766, Vol. 08, p. 156.

(17) ابن سعد۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری، ت430ھ۔الطبقات الکبری، مکتبہ الخانجی، قاہرہ،ط، 2001ء، ج2، ص167۔

Ibn-i-S'ad, Muhammad bin s'ad bin Munī' al-Zahrī, Imām (430AH). Tabaqāt-al-Kubrā, Vol. 02, p. 167, Maktabah-al-Khānjī, Cairo, Egypt. Published. 2001.

(18) ایضاً۔

Ibid.

(19) ابن سعد۔الطبقات الکبری، ج2، ص167۔

Ibn-i-S'ad. Tabaqāt-al-Kubrā, Vol. 02, p. 167.

(20) ابن ہشام۔ سیرۃ النبویہ، ج4ص249۔

Ibn-i-Hishām. Sīrah-al-Nabawiyyah, Vol. 4, p. 249.

(21) الفاطر۔18:35

Al-Fātir. 35:18

(22) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، ت273ھ۔ سنن ابن ماجہ۔کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ۔رقم الحدیث:2703۔دار الکتب العلمیۃ۔بیروت، ج2ص902۔

Ibn-i-Mājah, Muhammad bin Yazīd Qazwīnī, Imām (273AH). Sunan Ibn-i-Mājah, Kitāb-al-Wasāyā, Chapter: Al-Hīf fī al-Wasiyyah, Hadīth:2703. Vol. 02, p. 902. Dār-al-Kutub Al 'Ilmiyyah., Beirut.

(23) نسائی۔ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب خراسانی، ت303ھ۔ سنن نسائی۔کتاب الوصایا، باب ابطال الوصیۃ للوارث۔مکتب المطبوعات الاسلامیہ۔ حلب۔ط2، 1986ء، رقم الحدیث:3641۔ج6ص247۔

Nisāiī, Abū Abd-al-Rahmān, Muhammad bin Shu'aîb Khurāsānī, Imām (303AH). Sunan Nisāiī, Kitāb-al-Wasāyā, Chapter: Ibtāl-al-wasiyyah li-al-wārith, Hadīth. 3641. Vol. 06, p. 247. Maktab Al-Matbū'āt Al-Islāmiyyah. Aleppo, Syria. Edition. 02, 1986.